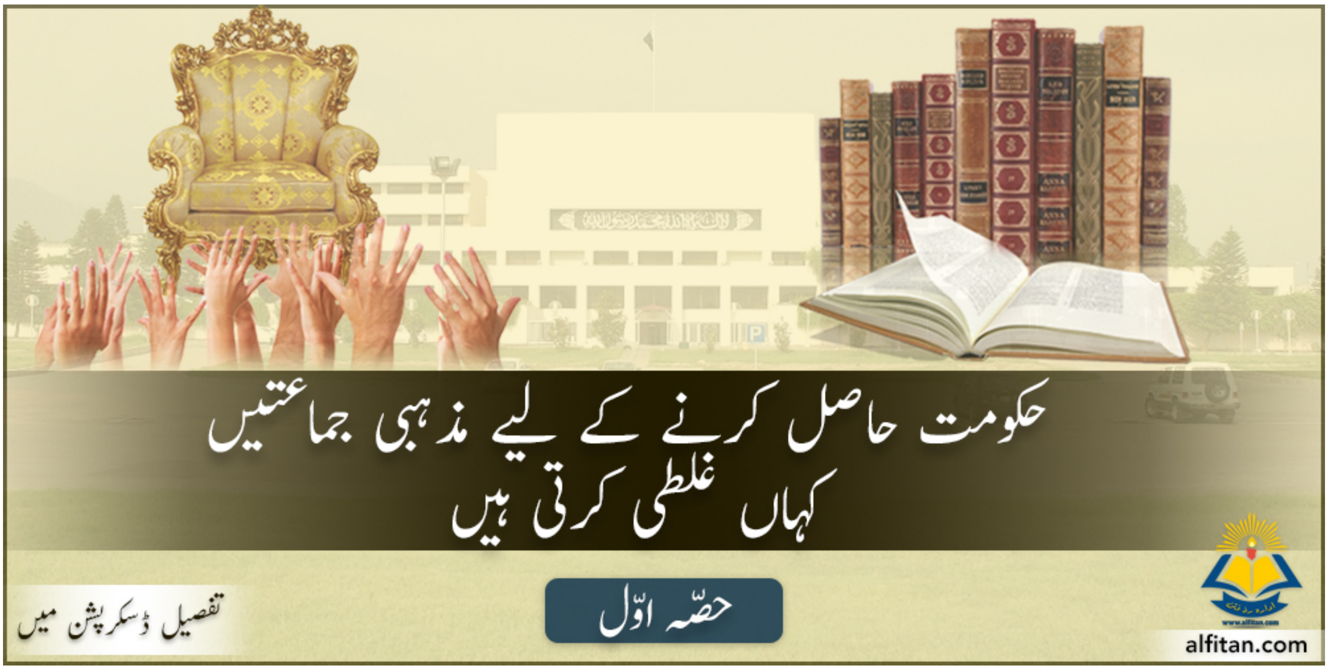

[حکومت حاصل کرنے کے لیے مذہبی جماعتیں کہاں غلطی کرتی ہیں]

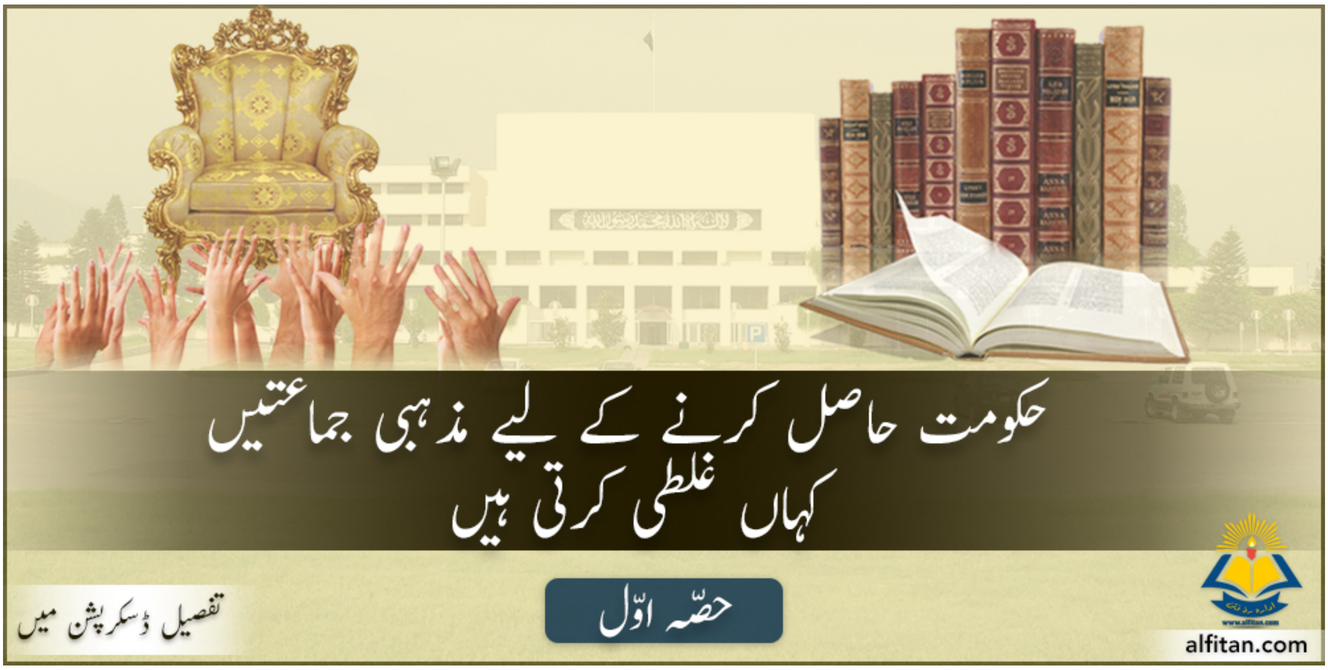

حکومت حاصل کرنے کے لیے مذہبی جماعتیں کہاں غلطی کرتی ہیں

حصول اقتدار کے حوالے سے موجودہ دور میں عالمی سطح پر مسلم دینی جماعتوں اور تحریکوں کے چار

رجحانات نظر آتے ہیں۔ایک تو وہ ہیں جو اپنی تمام دینی اور جماعتی سرگرمیوں کا محور حصولِ اقتدار کو سمجھتی ہیں۔ ان کی ہر کاوش اور کوشش یہاں تک کہ دروسِ قرآن اور تعلیمِ قرآن کا مطلب بھی یہ نظر آتا ہے کہ اقتدار اللَہ کے نیک بندوں کے پاس آنا چاہیے۔ اور پھر وہ اپنے آپ کو اعلیٰ پائے کے نیک ، متقی اور باصلاحیت لوگ سمجھ کر زندگی اور اسکا ایک ایک لمحہ حصولِ اقتدار کی خاطر گزار دیتے ہیں۔

انکی کوشش یہ ہے کہ مغرب کا جو نظامِ جمہوریت چلا آرہا ہے ،اسی کے تحت حکومت اور اقتدار حاصل کیا جائے۔

دوسرا دینی طبقہ وہ ہے جو حصولِ اقتدار کی کوشش کرتا ہے مگر وہ موجودہ نظامِ جمہوریت کو درست نہیں سمجھتا اور وہ جمہوریت کے علاوہ کسی اور طریقہ سے اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس طریقہ کو خلافت، ملوکیت یا جمہوریت کسی نظامِ حکومت سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔

تیسرا دینی طبقہ وہ ہے جو اقتدار کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔اور نہ ان کے اہداف و مقاصد میں ایسی کوئی بات ہے اور نہ ہی ان کے منشور میں یہ بات شامل ہے۔وہ بس اپنے آپ میں مگن ہیں۔اپنے اپنے نظریات خواہ وہ درست ہو یا غلط، ان کے پرچار کےلئے وہ کوشاں ہیں، اسی کے لئے وہ جیتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بعض کی طرف سے کبھی کبھی اقتدار کے حصول کی کوشش محسوس ہوتی ہے یا انفرادی طور پر ایسے کئی رجحانات سامنے آتے ہیں۔جیسے ہمارے ہاں کی تبلیغی جماعت ہے اور یہ عالمی سطح کی ایک جماعت ہے، یا دعوتِ اسلامی ہے۔اسی طرح بعض دیگر دینی تنظیمیں اور جماعتیں ہیں۔

اس کے علاوہ کئی دینی جماعتیں خلافت کے لئے زمین ہموار اور ماحول سازگار بنانے کے لئے کوشاں ہیں ۔

تعصب سے بالا اور قرآن فہمی کا ذوق رکھنے والے

قارئین ! ذیل میں ہم حصولِ اقتدار کا قرآنی منشور پیش کرتے ہیں اور آپ کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کہ پہلے کی طرح اب بھی ہمیں اپنا موقف زبردستی منوانے کا شوق نہیں ہے اختلاف رکھنے کا حق ہر ایک کے پاس محفوظ ہے۔ تو لیجیے قرآن میں حصولِ اقتدارکی راہ نمائیاں ۔

قرآن مجید نے لوگوں کی ذہن سازی کی ہے کہ اقتدار کا مالک اللہ ہے۔

1-اقتدار کا مالک اللہ ہے ، وہ جسے چاہتا ہے عنایت کرتا ہے

اس ضمن میں قرآن مجید نے بادشاہت کو بھی اللہ کی عنایت قرار دیا ہے، خلافت کو بھی اور وزارت کو بھی۔

(الف) بادشاہت اللہ کی طرف سے ہے:

اس کی کئی ایک دلائل قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں:

1–قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ ۔

“کہہ دیجیے اے اللہ بادشاہت کےمالک! تو جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے”۔

(آل عمران : 26)

2-إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا.

“بے شک اللہ تعالیٰ نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے”۔

(البقرہ : 247)

3- وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ.

“اور اللہ تعالیٰ نے انہیں (داود علیہ السلام کو) بادشاہت دی”۔

(البقرہ: 251)

4-یوسف علیہ السلام کی دعا:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ.

“میرے رب ! تحقیق تو نے مجھے بادشاہت میں سے کچھ نوازا۔”

(یوسف: 101)

5-بنی اسرائیل کے باشاہوں کو بھی اللہ نے بادشاہت دی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا :

اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ

“اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاء بھی بنائے اور تمہیں بادشاہ بھی بنایا”۔

(المائدہ: 20)

6-ذولقرنین کے متعلق فرمایا:

إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ

“بے شک ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا”۔

(الکھف: 84)

7- بادشاہت اللہ کی طرف سے ہے حتیٰ کہ کسی کافر اور فاسق کوبھی بادشاہت ملتی ہے تو وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ نمرود کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ .

“کیا آپ نے اس شخص کی طرف نہیں دیکھا جس نے

ابراہیم علیہ السلام سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا کہ اللہ نے اسے بادشاہت دی”۔

(البقرہ: 258)

یہ علیحدہ بات ہے کہ ایسے لوگوں کو اقتدار دینے میں اللہ کیی رضا شامل نہیں ہوتی محض ارادہ ہوتا ہے۔

(ب) خلافت بھی اللہ کی طرف سے ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے :

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ.

“اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان والوں اور عمل صالح اختیار کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلافت دے گا جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلافت دی تھی“۔

(النور: 55)

(ج) وزارت بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے:

سیدنا یوسف علیہ السلام کو مصر کی وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا گیا۔ تیرھویں پارے کے آغاز میں اس کا ذکر کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ .

” اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کوزمین (مصر) میں اقتدار دیا”۔

(یوسف: 56)

مذکورہ آیات اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہیں کہ زمین کی بادشاہت، خلافت یا اقتدار و وزارت اللہ کے پاس ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ کسی کا اقتدار یا حکومت اس کی رضا سے ہوتا ہے اور کسی

کا اقتدار محض اس ک□ ارا□ س□ □وتا □□ اور اس می□ اسکی رضا شامل ن□ی□ □وتی

اگلا سوال ی□ □□ ک□ جب الل□ تعالی جس□ چا□تا □□ اقتدار دیتا □□ تو کیا بندو□ کو کوشش ن□ی□ کرنی چا□ئ□ ک□ و□ اقتدار لی□□ جیس□ الل□ ن□ فرمایا ک□:

نَحْنُ قِسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.

” □م ن□ دنیا کی زندگی می□ ان ک□ مابین روزی تقسیم کی □□”□

(الزخرف: 32)

تو کیا بندو□ کو حق حاصل ن□ی□ ک□ و□ روزی حاصل کرن□ ک□ لئ□ جستجو کری□؟ اسی طرح اقتدار الل□ تعالی□ دیتا □□ تو بندو□ کو اقتدار لین□ بلک□ چھینن□ کا حق حاصل ن□ی□؟ تو آئی□ ی□ سمجھن□ کو کوشش کرت□ □ی□□

2- الل□ س□ اقتدار لین□ ک□ لئ□ بندو□ کی کوشش

سابق□ مثال کا جواب ی□ □□ ک□ روزی الل□ تعالی□ ن□ تقسیم کی □□ اور ساتھ لوگو□ کوحکم بھی دیا □□ ک□ و□ روزی تلاش بھی کری□□ اور الل□ ک□ برگزید□ بند□ بھی محنت کرک□ روزی تلاش کرت□ ر□□□ مگر اقتدار لین□ کا الل□ تعالی□ ن□ حکم ن□ی□ دیا اور پور□ قرآن مجید می□ الل□ تعالی□ ن□ جن جن □ستیو□ کو اقتدار دین□ کا تذکر□ کیا □□ ان می□ کسی کی طر ف س□ اقتدار حاصل کرن□ کی کوشش کا تذکر□ ن□ی□ فرمایا□

الل□ تعالی□ ن□ جن انبیائ□ کرام علیھم السلام کو بادشا□ت س□ نوازا یا وزارت نصیب فرمائی، اسی طرح اس امت می□ جن کو خلافت س□ نوازا گیا ان□و□ اپن□ طور پر ان ع□دو□ کی کوئی کمپین چلائی؟ اوڑھنا بچھونا حصول اقتدار کو بنایا؟ اپن□ آپ کو اس کا

واحد اہل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے؟ نہیں، ان میں سے کسی نے بھی ایسا کچھ نہیں کیا ہے

اگر کوئی شخص کہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے خود کہا تھا کہ :

اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ.

“مجھے سرزمین (مصر) کے خزانوں پر مامور کردیں”۔

(یوسف: 55)

تو ہم کہیں گے کہ کیا یوسف علیہ السلام نے وزارتِ مصر ملنے سے پہلے کی تمام قربانیاں مصر کے اقتدار کے لئے دی تھیں؟ کیا ان کے حاشیۂ خیال میں بھی ایسی بات تھی؟ انہوں نے اللہ کا خوف دل میں رکھا اور اس کے احکام کی بجا آوری کی اور ایک دن ایسا آیا کہ بادشاہ نے خود یہ اظہار کیا:

ائْتُونِی بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِی.

“انہیں (یوسف علیہ السلام) کو میرے پاس لاؤ، میں انہیں خاص الخاص اپنے لئے رکھنا چاہتا ہوں”۔

(یوسف: 54)

جب بادشاہ نے یہ اظہار کیا تواس وقت یوسف علیہ السلام نے خواہش کا اظہار کیا کہ (اگر اصلاح مطلوب ہے) تو مجھے سرزمین مصر کے خزانوں پر مامور کردیے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کے علاوہ پہلے عنوان کے تحت جن جن کا ذکر ہوا ہے ان میں سے کسی کی حصول اقتدار کے لیے کوئی کوشش سامنے نہیں آئی ہے طالوت ہوں کہ داؤد علیہ السلام ، بنی اسرائی کے بادشاہ ہوں یا رحمت عالم ﷺ کے خلفاء ، آپ کو ان کی طرف سے حصول اقتدارکی خاطر دعوتیں کرنے ، سرگرمیاں دکھانے، افطار ہ نر دینے، لوگوں سے اس سلسلے میں میل جول رکھنے کا شوق تھا نہ ان کا یہ مطمح نظر تھا۔

دراصل وہ اللہ کے احکام سے یہی سمجھتے تھے کہ خلافت و حکومت اللہ کے اختیار میں ہے ، وہ جسے چاہے گا یہ سونپ دے گا ہمیں بس اس کے احکام ماننے ہیں۔ اگر حصول اقتدار کے پیش نظر کوئی سرگرمیاں اختیار کی ہوتیں، اس کی خاطر قوم سے مکالمے کیے ہوتے تو ان کا کچھ نہ کچھ حصہ تو ضرور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرمادیتا مگر اقتدار سے نوازے جانے والے انبیاء کرام علیھم السلام اور بعض دیگر شخصیات کے واقعات اور ان ک مختلف پہلوؤں میں حصول اقتدار کی سرگرمیوں کا کوئی اشارہ تک محسوس نہیں ہوتا ہے۔

ہاں! سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا ضرور تھی کہ :

وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لاَّ یَنْبَغِیْ لاِ َحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ.

” اور مجھ ایسی بادشاہی عطا کر کہ میرے بعد وہ کسی کے لائق نہ ہو“

(ص: 35)

یاد رہے! یہ دعا بھی حالت اقتدار میں مانگی گئی تھی نہ کہ اقتدار سے پہلے ۔ یہ دعا تو یہ درس دیتی ہے کہ اقتدار اللہ کے پاس ہے۔اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اقتدار ظالموں کے پاس ہے جبکہ یہ ہمارے پاس ہونا چاہئے تو وہ یہ دعا کرے کہ اللہ! ہمیں یہاں کا اقتدار نصیب فرمادے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت عطا ہوئی ۔ کوئی بھی صاحب علم وتحقیق کیا یہ ثابت کرسکتا ہے کہ انہوں نے خلافت کے حصول کے لئے کوئی مہم جوئی کی تھی یا رفاقتِ رسول ﷺ کی سعادت وہ حصول اقتدار کے لئے کرتے رہے؟ میں اپنے مطالعہ کی حد تک کہتا ہوں کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے جمع ہونے اورسیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملنے سے قبل خود سیدنا ابوبکر رضی اللہ کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ انہیں خلیفہ بننا ہے۔ وہ اس کے لئے

مہم جوئی کیا کرتے!! جس طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلافت ملی وہ مکمل واقعہ بول کر یہ بتارہا ہے کہ انصارو مہاجرین کو بھی یہ اندازہ نہ تھا کہ چند ہی لمحوں بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مسند خلاف پر جلوہ افروز ہوں گے۔ یہ صورت حال دیکھ کر واقعی اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ نے انہیں خلافت سے نواز کر اپنا وعدہ پورا کردیا۔ مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ جماعتوں کی حالت یہ ہے کہ ان کے کتنے ہی امیر حکومت کے لئے جستجو کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ ایک امیر نے جہاںسرگرمیاں چھوڑی تھیں، دوسرے نے وہیں سے آکر آغاز کیا۔ اپنے آپ کو نامزد کیا، اہل ثابت کرنے کی کوشش کی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی خلافت ملنے کا اندازہ نہ تھا ور اسی طرح بعد والے خلفاء رضی للہ عنھم کو ۔ یہاں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ کی خلافت کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بڑی مشکل سے سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلافت کی ذمہ داری اٹھانے پر مجبور کیا گیا۔ اس کے باوجود جب وہ خطبہ خلافت دینے کے لئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو کہنے لگے: لوگو!! حکومت کے معاملے میں میری رائے کے بغیر ہی مجھے اس آزمائش سے دوچار کیا گیا ہے، نہ میرا یسا کوئی مطالبہ تھا ، اور نہ مسلمانوں کا مشورہ تھا۔ اور میں نے جو آپ سے بیعت لی ہے اسے ختم کرتا ہوں، لہذا تم اپنے لیے کسی اور کو پسند کرلو۔ یہ سن کر موجود تمام لوگ یکبارگی پکارنے لگے: امیر المومنین! ہم نے آپ کو اختیا رکیا ہے، ہم آپ پر راضی ہیں۔ خیروبرکت سے آپ ہمارے معاملے کے والی بنیے۔ جب عمر بن عبدالعزیز رحمہاللہ نے محسوس کیا کہ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے ، تب انھوں بات آگے بڑھائی۔

(تاریخ دمشق 357:45)

ایک طرف یہ کردار ہے اور دوسری طرف یہ دینی تحریکوں کے لوگ ہیں۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ وہ نظام حکومت کو خلفائے راشدین کےمطابق چلانے کے دعویدار

بھی ہیں۔ اور اپنی تقریر و تحریر کو انھی کے کارناموں سے مزیّن کرتے ہیں۔

مگر جن لوگوں نے حالیہ دینی تحریکوں کے آنگن میں آنکھ کھولی ہے وہ کبھی بھی ان حقائق کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ وہ تو بس ایک ہی بات کہتے ہیں اور کرتے ہیں کہ اسلام کا بس ایک ہی مقصد ہے کہ اقتدار ، اقتدار اور بس اقتدار۔۔۔ اور اس کے اہل ہیں بھی بس وہ خود، وہی اور وہی

جب راقم نے بعض تحریکوں اور ان کے منشور کو اسی ایک نقطہ پر مرکوز پایا، حصول اقتدار کی ریلیوں میں گولیوں سے چھلنی ہوتے دیکھا اور اس کی خاطر کفن پہنتے دیکھا تو اس پہلو سے قرآن و سنت کا مطالعہ کیا اور اسی کا ایک مختصر خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔

3- حصول اقتدار کے لئے ہر ناجائز طریقہ بھی جائز ٹھہرا

جن جماعتوں یا تحریکوں نے حصول اقتدار ہی کو اپنی منزل سمجھا ہے وہ اس امر کو بھی لازم نہیں سمجھتیں کہ حصول اقتدار کا طریقہ بھی جائز ہونا چاہئے۔انہیں لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کےلئے جو کچھ کرنا پڑے وہ اس کے لئے تیار نظر آتے ہیں۔ وہ اتحاد کے دلفریب نعروں کی آڑ میں حق کے اظہار سے باز رہتے ہیں۔ وہ لوگوں سے یہ تو پوچھتے ہیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ بریلوی تھے، دیوبندی تھے، شیعہ تھے، یا اہلحدیث اور یہ پوچھ کر یہ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ ان میں سے کچھ بھی نہیں تھے لیکن خود اپنی جماعت کو مسلک کی سطح پر لے جاتے ہیں۔۔۔۔ اور لوگوں سے یہ نہیں پوچھتے کہ مکی دور میں رسول اکرم ﷺ نے اقتدار چھیننے کی کتنی تحریکیں بنائی تھیں؟ آپ ﷺ نے سیاسی استحکام کے لئے مسلمانوں کو کتنے گروہوں میں تقسیم کیا تھا کہ ہر کوئی علیحدہ علیحدہ امیر بنا کر ساری زندگی اپنی جماعت کے گرد ہی گھومتا رہے۔ اسی طرح ایسی جماعتیں غیر اسلامی طریقوں سے اسلام کا غلبہ چاہتی ہیں۔ دراصل ایسی

جماعتیں اسلام کا نام لے کر عوام کو دھوکا دینا چاہتی ہیں۔

جاری ہے.....